میری کہانی میری زبانی

میں وہابی سے سنی کیسے ہوا؟ اور کیوں ہوا؟

قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی

قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی جماعتی سابقہ غیر مقلد خطیب جامع مسجد غازی گل روڈ حمید کالونی گوجرانوالہ میں ۱۹۵۳ء ۱۷ اپریل بروز بدھ بوقت صبح ۴:۱۵ بجے بمقام ٹھٹھیارانوالی تھانے والا بازار سیالکوٹی دروازہ مکان نمبر۱۱۱۱۴ گوجرانوالہ میں پیدا ہوا۔ابتدائی تعلیم اول سے چہارم تک گورنمنٹ پرائمری اسکول نمبر۱ شیرانوالہ باغ سے حاصل کی۔ ۱۹۶۲ء ۱۷ جنوری کو بوجہ جگہ کم ہونے کی بنا پر منڈی کاموںکی محلّہ دھوپ سڑی نئی آبادی میں رہائش پذیر ہوئے۔گورنمنٹ پرائمری اسکول نمبر۴ کاموںکی سے پرائمری پاس کی۔بعدازاں گورنمنٹ ہائی سکول کاموںکی میں چھٹی سے لے کر میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۷ء میں گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۹ء کو ایف۔اے کیا۔بعدازاں میرا ذہن دینی تعلیم کی طرف مائل ہوا۔ابتدائی دینی تعلیم یعنی قرآن مجید ۱۹۷۰ء سے لے کر ۱۹۷۴ء تک ناظرہ ترجمہ کیا۔معلم

حضرت مولانا سید عبدالغنی شاہ تھے۔ جو کہ خطیب جامع مسجد اہلحدیث کامونکی میں خطیب تھے۔اس وقت اراکینِ مسجد شیخ شاکر صدر۔ جنرل سیکریٹری شیخ محمد بشیر آڑھتی۔ شیخ فضل دین عرف پھجا۔ حکیم قمر الدین۔ غلام محمد لودھی اور دیگر اراکین تھے۔ سید عبدالغنی شاہ صاحب کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ اسی بناء پر جناب شاہ صاحب نے مجھے میرے دادا محترم سے مانگا۔ اس لئے کہ میں اس کو عالم بناؤں گا۔ میرے بعد میری جگہ پر خطیب ہوگا۔ والدِ محترم مان گئے۔ ۱۹۷۹ء کو شاہ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ بعد ازاں ۱۹۸۰ء تک میں جامع مرکزی مسجد اہلحدیث کامونکی میں خطیب رہا۔ عرصہ چھ ماہ خطابت کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ میں کسی جامعہ میں داخلہ لے کر احادیث کی تعلیم بھی حاصل کروں۔ ۱۹۸۰ء۔ ۲۴ اکتوبر کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد زیرِ نگرانی عبید الرحمٰن مدنی داخلہ لیا۔ جب میں نے جامعہ سلفیہ میں داخلہ لیا۔ اس وقت میرے ساتھ خاص طور پر تعلیم حاصل تھے وہ نام تحریر کرتا ہوں۔ مولانا محمد منشاء۔ مولانا محمد مسلم۔ مولانا منظور احمد۔ مولانا شفیق الرحمٰن۔ مولانا عتیق الرحمٰن۔ مولانا عبداللہ امرتسری۔ مولانا جاوید ککے زئی۔ مولانا عبدالغفور بہاولپور وغیرہ تھے۔

۱۹۸۳ء کو دورہ حدیث کرنے کے بعد پھر دوبارہ مرکزی جامع مسجد اہلحدیث میں خطیب مقرر ہوا۔ میں نے انتظامیہ سے کہا کہ میرے مدِ مقابل مولانا محمد اکرم رضوی جامع مسجد فیضِ مدینہ میں خطیب ہے..اس لئے بہتر یہ ہے کہ رضوی کے مقابلے کے لئے کسی عالم کو جو کہ فارغ التحصیل ہو اسے لانا چاہئے۔ صلاح مشورہ کے بعد میں اور شیخ شاکر۔ شیخ بشیر آڑھتی، حکیم قمر الدین موضع ہنجانوالی سادھوکی ضلع گوجرانوالہ جامعہ میں پہنچے۔ وہاں مولانا حبیب الرحمٰن رحمانی کو لایا گیا۔ چند ہی دن ہوئے تھے مولانا کو آئے ہوئے تو والدِ محترم کے حکم سے مولانا کے پاس رہنا شروع کیا۔ کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا رہا اور پروگراموں پر جاتا رہا۔ تقریباً ۳ ماہ بعد کسی سے مولانا صاحب نے سن لیا کہ رحمانی تو قوم کمہار ہے۔ مجھے کہنے لگے کہ کیا کیا جائے کیونکہ میں ذات کا کمبوہ ہوں تو کیا کروں میں نے کہا مولانا آپ اپنا تخلص تبدیل کرلیں۔ بعد یزدانی لقب رکھا گیا۔ یزدانی کے آنے کے بعد میں اپنی محلّہ نئی آبادی دھوپ سڑی کامونکی کی جامع مسجد مبارک اہلِ حدیث المعروف ٹاہلیاں والی میں خطیب مقرر ہوا۔ وہ اس لئے کہ کیونکہ ہماری رہائش بھی جامع مسجد مبارک اہلِ حدیث کی ساتھ والی گلی میں تھی۔ اس طرح وقت گزرتا گیا۔ ۶ مارچ ۱۹۸۴ء کو ایک کانفرنس بسلسلہ سیرت النبی ﷺ موضع ۵ چک سینجا نوالہ ضلع وہاڑی میں منعقد ہوئی۔ جس میں خطابات کے لئے یزدانی صاحب کا نام اور میرا نمایاں تھے۔ دورانِ سفر میں نے یزدانی سے کہا اس علاقہ کے لوگ زیادہ پیر پرست ہیں۔ مہربانی فرما کر پیروں کے متعلق کچھ نہ کہنا۔ قصہ مختصر کہ حاصل پور کے علاقہ میں پیر رنگیلا شاہ صاحب کا دربار تھا اور ہے۔ یزدانی نے دورانِ

خطابت کچھ ایسے الفاظ پیر رنگیلا شاہ صاحب کے متعلق کہے جو کہ برداشت سے باہر تھے۔ پھر کیا تھا اس چک کا نمبر دار چوہدری فتح محمد ڈوگرہ پیر رنگیلا شاہ صاحب کا مرید تھا۔ وہاں پر جھگڑا شروع ہو گیا۔ نمبر دار کے لڑکے نے یزدانی کے سر پر لاٹھی مارنا چاہی تو میں نے دیکھتے ہی بایاں بازو یزدانی کے سر کے قریب کیا جسکی وجہ سے میرے بائیں بازو کی کلائی ٹوٹ گئی جو کہ زندہ ثبوت ہے۔ اور ہمیں ۳ دن تک زیرِ حراست ایک کمرہ میں رکھا گیا۔ نمبر دار اثر رسوخ والا آدمی تھا۔ اس لئے پولیس والوں نے مزاحمت نہ کی۔ جس کمرے میں ہم بند تھے۔ وہاں ہی کھانا پینا وہیں پر پیشاب پاخانہ۔ کیا لکھوں قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ وہ الفاظ نہیں لکھ سکتا جو کچھ سننے میں آیا۔ تفصیل لکھنے سے قاصر ہوں۔ بہرکیف مختصر عرض ہے کہ ۳ دن کے بعد میں نے کمرے کے اندر ہی سے نمبر دار کی منت سماجت کی اس نے کہا کہ پہلے میرے پیر کی تعریف اور کوئی کرامت سناؤ پھر جان چھوٹے گی میں نے کہا کہ جناب نمبر دار صاحب میرے تو بازو کی کلائی بھی ٹوٹ چکی ہے۔ مہربانی فرما کر مرہم پٹی تو کروادیں۔ میں نے نمبر دار کو اس کے پیر کا واسطہ دیا۔ تب جا کر اس نے مجھے باہر نکالا اور پٹی وغیرہ کی۔ میں نے سوچا کہ اب موقع ہے۔ کوئی بریلوی پیر کی کرامت نمبر دار کو سناؤ شاید جان بچ جائے۔ مختصراً میں نے دو تین بریلویوں کے پیروں کی کرامتیں پڑھی تھیں جو کہ ذہن میں تھیں۔ ایک پیر مہر علی شاہ صاحب۔ دوسری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی۔ بعد میں جس طرح آزادی ملی۔ لمبی تفصیل ہے (کبھی موقع ملا تو تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا) راستہ میں یزدانی سے کہا۔ یہ بتاؤ کہ اب کامونکی واپس جا کر لوگوں کو کیا جواب دینا ہے کہ اتنے دن کہاں رہے؟ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ کیلے کے چھلکے سے پھسل گیا تھا۔ دوسرا جھوٹ۔ پھر میں نے کہا کہ یہ جو گاڑی جس کا نمبر ۱۹۶۰ / LHM ہے اس کے شیشوں اور سکرین کے متعلق سوال ہوا تو پھر کیا جواب دوں؟ کہنے لگا کہ کہہ دینا کہ بریلویوں نے گاڑی پر آتی دفعہ پتھراؤ کر دیا تھا۔ تیسرا جھوٹ۔ مختصراً واپس کامونکی آئے تمام رام کہانی سنائی گئی لیکن مسجد کی انتظامیہ مشکوک نظروں سے میری رام کہانی سن رہی تھی۔ آخر ۴ دن کے بعد والدِ محترم نے پوچھا تو میں نے تمام کچھ کہہ دیا جو ہمارے ساتھ ہوا تھا۔ حالات مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے یزدانی کا ساتھ چھوڑ دیا۔ والدِ محترم کے حکم کے مطابق میں شیخوپورہ چلا گیا اور حافظ عبداللہ شیخوپوری کے ساتھ جانا شروع کر دیا کچھ عرصہ کے بعد حافظ صاحب کی جب داڑھی کاٹی گئی جو کہ شیعوں نے کاٹی۔ معاملہ کچھ اور تھا۔ لکھ نہیں سکتا۔ (کبھی حاضری پر) سناؤں گا۔ جلسہ کے واپسی پر میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ شیخوپورہ والوں نے اگر سوال کر دیا اور کریں گے ضرور تو کیا جواب دوں گا۔ حافظ صاحب کہنے لگے کہ کہہ دینا کہ شیعوں نے کاٹی ہے۔ یہ بھی جھوٹ تھا۔ میں سوچنے لگا کہ ایک طرف تو ہم اپنے آپ کو موحد کہلاتے ہیں۔

دوسری طرف میرے علماء جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتے ہیں میں سوچ میں پڑ گیا۔ چند دنوں کے بعد داڑھی والا معاملہ بھی کھل گیا۔ میں پھر واپس کامونکی آ گیا۔ دوبارہ یزدانی سے صلح ہونے کے بعد آمدورفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۷ اپریل ۱۹۸۶ء بروز بدھ جامع مسجد اہلِ حدیث ہیڈ بمانوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک جلسہء عام بسلسلہء سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ جس میں خطابات کے لئے مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری، مولانا محمد حیات ڈسکہ، مولانا عبداللہ نثار سیالکوٹ، مولانا رفیق سلفی راہولی، مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری، مولانا نذیر سبحانی شاعر، مولانا رفیق مدنی، حافظ عبدالقادر روپڑی اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ تھی۔ دورانِ تقریر حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری نے معراجِ مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے کرتے یہ کہا کہ معراج کی رات اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے انبیاء کو نماز پڑھائی۔ میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ ایک طرف ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ولی مر کر مٹی ہو چکے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے مناظر صاحب کہہ رہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے نماز پڑھائی۔ کون کون سی آیات قرآن مجید کی پڑھیں اور پیچھے انبیاء علیہم السلام نے کیا پڑھا۔ تیسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ معراج کی رات جو اللہ تعالیٰ نے ۵۰ نمازیں فرض کی گئیں۔ ۵۰ میں سے پانچ کروانے میں جو حائل ہوتے ہیں جن کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ چھٹے آسمان پر روح تھی یا کہ خود موسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم موجود تھے۔ یہ تینوں سوال تھے۔ اس کانفرنس میں میں نے تین رقعے لکھ کر دیئے۔ لیکن جواب نہ مل سکا۔ بہر کیف مناظر کی تقریر کا وقت ہوا۔ اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ تھی۔ بعد میں دوسرے مقرر کی باری تھی میں نے مقرر کا نام لینے سے پہلے ان تینوں سوالوں کو دہرایا اس لئے کہ بعد میں آنے والا مقرران تینوں سوالوں کے جواب سے عوام الناس کو مستفیض کرا سکے۔ جلسہ انتشار کی نظر ہوا۔ تفصیل لکھنے سے قاصر ہوں۔ (کبھی خدمت کا موقع ملا تو تمام واقعات سے روشناس کراؤنگا) بہر کیف واپسی پر جو کچھ میرے ساتھ ہوا سو ہوا لیکن پھر مناظرین کے چہروں کے رنگ تبدیل ہو چکے تھے۔ وقت گزرتا گیا۔ بعد ازاں قلعہ چھمن سنگھ والی کانفرنس کا وقت آگیا۔ بندۂ ناچیز بھی اس کانفرنس میں موجود تھا۔ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے ثناء خوانِ مصطفیٰ بننا تھا۔ واقعہ اس طرح ہے علامہ احسان الٰہی ظہیر کے بھائی ڈاکٹر فضل الٰہی ظہیر ہم دونوں چائے پینے کے لئے کینٹین پر پہنچے ہی تھے کہ بعد میں دھماکہ ہوا جس میں اہلحدیث کے جید علماء موت کی بھینٹ چڑھ گئے جن میں حبیب الرحمٰن یزدانی اور احسان الٰہی ظہیر قابلِ ذکر ہیں۔ بعد ازاں وقت گزرتا گیا پھر جامع مسجد مرکزی اہلِ حدیث کامونکی منڈی میں حبیب الرحمٰن یزدانی کی جگہ حنیف ربانی جو کہ میری جامع مسجد مبارک اہلِ حدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا شمشاد

احمد سلفی۔مولانا معین الدین لکھوی۔مولانا حافظ عبداللہ شیخوپوری۔مولانا محمد حسین شیخوپوری۔مولانا رفیق سلفی۔مولانا شہباز سلفی۔شفیق پسروری۔مولانا محمد اعظم۔حافظ عبدالقادر روپڑی قابلِ ذکر ہیں۔میں نے وہاں پر بھی سوالات دہرائے۔جوابوں سے مطلع نہ کیا گیا۔بلکہ جھڑک دے کر بٹھادیا گیا۔میں کب باز آنے والا تھا۔جلسہ کے اختتام پر میں نے حافظ عبداللہ شیخوپوری سے پھر سوال کیا۔لیکن یہ کہہ کر ٹال دیا گیا، یہ کوئی خاص مسائل نہیں ہیں۔جس پر تم بضد ہو۔کوئی اور بات کریں۔لیکن میرا ذہن مطمئن نہیں تھا۔دل میں طرح طرح کے خیالات آتے تھے۔دل پریشان تھا آخر کس کے پاس جاؤں کس سے مسائل حل کراؤں اس دوران کچھ کتب کا مطالعہ کیا جو قابلِ ذکر ہیں۔

نمبر ا:۔صراطِ مستقیم مصنف مولانا اسماعیل دہلوی جس میں لکھا ہے کہ نماز میں عورت کا، گائے اور گدھے کا خیال آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔نبی ﷺ کا خیال آجائے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

نمبر ۲:۔کتاب الوسیلہ۔مصنف ابنِ تیمیہ۔اس میں تحریر ہے کہ بعض اوقات شیطان انسانی شکل میں آکر کہتا ہے کہ میں موسیٰ، عیسیٰ، خضر حتیٰ کہ محمد ہوں۔دوسری جگہ پر تحریر کرتا ہے۔(لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

بعض اوقات جو کہ قبور سے آوازیں آتی ہیں وہ شیطان کی آوازیں ہوتی ہیں۔چاہے کہ کسی ولی غوث قطب یا نبی کی قبر ہو۔لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

نمبر ۳:۔تقویۃ الایمان۔مصنف اسماعیل دہلوی۔اس میں اسماعیل دہلوی نے تو حد ہی توڑ دی کسی جگہ پر لکھا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو۔نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔خدا چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کردے، نبی ولی خدا کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔اس میں لکھا ہے کہ نبی مر کر مٹی میں مل ہوچکے ہیں۔اس میں تحریر نبی ولی کو ماننے والا مشرک ہے۔

نمبر ۴:۔کتاب التوحید۔مصنف عبدالوہاب نجدی۔انبیاء کلمہ کی فضیلت نہیں جانتے۔

نمبر ۵:۔تحفۃ الوہابیہ۔اس میں تو کمال کو ہاتھ لگادیا۔دوسری کتب کا بھی مطالعہ کیا گیا جس میں خاص قسم کی کتاب جس کا نام نزل الابرار فی فقہ النبی المختار۔مصنف وحیدالزمان۔

ان کے علاوی کئی اور کتابیں نجدیوں کی نظر سے گزریں تفصیل درکار نہیں ہے۔کتب کا نام ذکر کررہا ہوں۔

نمبر ا:۔تحذیرالناس۔مصنف قاسم نانوتوی۔جسمیں ختم نبوت سے انکاری ہے۔امتی عمل میں نبی سے بڑھ جاتا ہے۔

نمبر ۲:۔براہینِ قاطعہ۔مصنف مولانا خلیل احمد انبیٹھوی۔جس میں تحریر ہے۔میلاد منانا ہندوؤں کی رسم ہے۔۱۲ ربیع الاول ہندو کنھیا کی ولادت کے دن ہے۔اس کتاب میں تحریر ہے کہ نبی کو اردو بولنا مدرسہ دیوبند سے آیا۔

نمبر۳:۔رسالہ الامداد۔مولانا اشرف علی تھانوی۔اس میں تحریر ہے کہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ
درود شریف۔اللّٰھم صلی علیٰ سیدنا مولانا اشرف علی

نمبر۴:۔حفظ الایمان۔مصنف اشرف علی تھانوی۔اس میں تحریر ہے کہ جتنا علم نبی کو ہے اتنا کسی پاگل دیوانے حیوانات کو بھی ہے۔

نمبر۵:۔رشید ابن رشید۔مصنف (محمد دین بٹ)۔جس میں یزید کو حق پر امام حسین کو باغی قرار دیا گیا ہے۔یزید کو جنتی اور رح لکھا گیا ہے۔

نمبر۶:۔فتاوی رشیدیہ مصنف رشید احمد گنگوہی۔قابلِ دید ہے۔

کس کس کتاب کا حوالہ اور کون کون سی کتب کے نام تحریر کروں۔ان چند کتب کی کفریہ عبارات پڑھ کر دل بہت بیزار ہوا۔یزدانی کے مرنے کے بعد ہم بمعہ اہل خانہ دوبارہ گوجرانوالہ محلّہ سمن آباد میں رہائش پذیر ہوئے اور وہاں پر جامع مسجد قبا اہل حدیث جس کا متولی مولانا شہباز احمد سلفی ہے۔اس مسجد میں خطیب مقرر ہوا۔چند ماہ خطابت کے بعد مجھ پر اہل تشیع نے چھریوں سے حملہ کیا جس پر شہباز احمد سلفی۔محمد یوسف احرار۔مولانا محمد اعظم۔مولانا حبیب الرحمٰن اپل جنرل سیکرٹری جامعہ محمدیہ اہل حدیث چوک نیائیں مجھے کمشنر ہاؤس زخمی حالت میں لے کر گئے اور مقدمہ درج ہوا۔کچھ ہی ماہ بعد اہل حدیثوں اور سنیوں میں مناظرہ اختیارِ مصطفیٰ ﷺ ہونا قرار پایا۔کاچھوپورہ لاہور جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث اور جامع مسجد غوثیہ رضویہ جگہ مقرر کی گئی۔اہل حدیثوں کی طرف سے حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری، حافظ عبدالقادر روپڑی، مولانا شمشاد احمد سلفی، محمد حنیف ربانی روپڑی صاحب صدر مناظر تھے ۔

سنیوں کی طرف سے علامہ عبدالتواب صدیقی اور دوسرے علماء تھے۔میں اس مناظرہ میں بطور معاون تھا میں نے سوچا کہ میرے ذہن میں جو مسائل کے بارے میں خلش ہے وہ دور ہو جائے گی۔ جمعرات کا دن تھا۔ 1987ء۔22 دسمبر تاریخ تھی۔میں نے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے جو سوالات شروع میں تحریر کئے ہیں ۔مولانا رفیق سلفی سے پوچھے۔انہوں نے دوسری طرف رخ کیا۔قصہ مختصر جواب ندارد۔**آخر کار میں ہمت کر کے سنیوں کے سٹیج پر پہنچ گیا۔علامہ عبدالتواب صدیقی سے سوالات کا پرچہ آگے رکھا۔تو انہوں نے سترہ احادیثِ مبارکہ حیات الانبیاء کی لکھ کر دیں اور مجھ سے کہا کہ جاؤ اپنے مناظرین سے ان احادیث کے متعلق پوچھو۔آیا یہ**

احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں یا کہ نہیں۔صحیح ہیں یا کہ ضعیف ہیں۔میں وہ پرچہ لے کر اپنے مناظرین کے پاس آیا اور حافظ عبداللہ شیخو پوری سے پوچھا کہ احادیث کہاں پر ہیں؟ضعیف ہیں یا کہ صحیح ہیں؟ تو جواب ملا کہ ان میں تین احادیث صحیح ہیں باقی تمام ضعیف ہیں۔تو میں نے کہا اگر ان تین حدیثوں پر بھی ہمارا ایمان ہو تو معلوم ہوا کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں۔لہٰذا ہمارا عقیدہ من گھڑت ہے۔گستاخ عقیدہ ہے۔لعنت ہے ایسے عقیدے پر جس میں انبیاء کی توہین ہو۔میں ایسے برے اور گندے اور گستاخ عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔اتنی باتیں کر کے جب میں سنیوں کے سٹیج پر پہنچا تو علامہ عبدالتواب صدیقی نے اعلان کیا کہ سنیوں تم کو مبارک ہو۔تم نے مناظرہ جیت لیا ہے۔لوگوں نے کہا علامہ صاحب کیسے؟ تو صدیقی صاحب نے کہا یہ قاری محمد جاوید اقبال گستاخ گندے عقیدے سے تائب ہو کر مسلکِ حقہ اہل سنت میں آچکے ہیں۔پھر کیا تھا۔وہابیوں نجدیوں کی تو نانی اماں مر گئی۔اور سنیوں کے سٹیج سے نعرہ تکبیر،نعرۂ رسالت،نعرۂ غوثیہ،مسلکِ حق اہلسنت و جماعت زندہ باد کے نعروں سے فضا گونجنے لگی۔وہاں سے پھر جلوس کی شکل میں داتا دربار حاضری ہوئی۔دربار شریف میں پہلی دفعہ حاضری تھی۔داتا سرکار کی قدمبوسی کے بعد علامہ عبدالتواب صدیقی صاحب کہنے لگے کہ قاری صاحب شانِ اولیاء بیان کریں اور اپنا تائب ہونے کا واقعہ مختصر لفظوں میں بیان کریں۔نجدی عقیدے سے تائب ہونے کی وجہ تو بیان کر سکتا تھا۔اولیاء کی شان کیسے بیان کرتا۔کیا معلوم تھا کہ ولیوں کی شان کیا ہوتی ہے۔صدیقی صاحب نے مجھے پانی دیا کہ قاری صاحب یہ داتا سرکار کی سبیل کا پانی ہے پی لیں۔وہ پانی کا کیا۔جیسے جیسے پانی پیتا رہا دل میں نورانیت پیدا ہوتی رہی۔پھر کیا تھا میں نے تقریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ تک شانِ اولیاء بیان کی۔تمام رات مبارکبادیاں لیتے گزر گئی۔جب صبح ہوئی تو میری دنیا بدل چکی تھی۔پہلے گستاخِ اولیاء، گستاخِ صحابہ اور گستاخِ انبیاء تھا۔اب تو میں اولیاء کے در کا گداگر اور ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ تھا۔دوسری طرف میرے اہل خانہ کو معلوم ہوا کہ وہ سنی بریلوی ہو چکا ہے۔پھر کیا تھا تلاش شروع کر دی گئی۔چند دنوں کے بعد والدِ محترم کی ملاقات داتا سرکار پر ہوگئی،تشدد کیا گیا لوگوں نے چھڑا دیا۔اور کہا گیا آج سے میں تم کو جائیدادِ منقولہ اور غیر منقولہ سے عاق کرتا ہوں لیکن میں حضرت بلال حبشی کی سنت پر شیدا تھا۔جائیداد چھوڑی تشدد برداشت کیا۔آخر کار میرے خاندان کے ہاتھ ایک ہی راستہ باقی تھا۔وہ میرے بیوی بچوں کا معاملہ تھا۔کچھ دن گزرے ہوں گے کہ دوبارہ دربار شریف پر ہی ملاقات ہوگئی۔اس وقت والدِ محترم اکیلے

تھے۔ساتھ میرا چچازاد بھائی محمد ایوب اور چھوٹا بھائی نوید اقبال اور خالہ زاد بھائی ثناءاللہ تھے مجھے زدوکوب کرتے ہوئے سسرال والوں کے گھر جن کی رہائش ساندہ خورد لاہور چوہان روڈ پر تھی، وہاں لے گئے۔دیکھتے ہی دیکھتے تمام رشتہ دار اکٹھے ہوگئے۔باتیں ہوتی رہیں۔آخر کار میرے سسر نے کہا کہ برخوردار تم مشرک ہوگئے ہو۔اب تمہارا ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہے۔اس لئے میری لڑکی کو طلاق دیدو۔میں نے کہا کہ اپنی بیوی سے پوچھ لوں لیکن وہ بھی کہنے لگی کہ یہ عقیدہ مشرکانہ اور بدعتیوں کا عقیدہ ہے۔اس طرح تمہارا میرا گزارہ نہیں ہوسکتا۔جو میرے ابا جان کہتے ہیں۔مجھے فیصلہ منظور ہے۔آخرکار میں نے کاغذ تحریر تین طلاقیں یک مشت دے دیں۔اور کمرہ سے باہر آکر میں نے وہ کاغذ اپنے والدِ محترم کے آگے کردیا۔جب والدِ محترم نے تحریر پڑھی تو تمام پریشان ہوگئے۔اور کہنے لگے کہ ہم تو تم کو ڈرانے کے لئے کہہ رہے تھے۔یہ تم نے کیا کیا۔میں نے جواب دیا۔اب یہ میرے نکاح میں نہیں ہے۔حنفی عقیدے میں تین طلاقیں یک مشت ہوجاتی ہیں۔میں اب نجدی نہیں ہوں جس میں ستر بار بھی کہہ لیں تو ایک طلاق مانی جاتی ہے۔بعدازاں اہلِ خانہ نے مجھے زدوکوب کیا۔اور بچوں کو چھوڑنے کے لئے بھی کہہ دیا۔میری ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے۔لڑکی کا نام شاہدہ پروین اور لڑکے کا نام شہزاد جاوید ہے۔لڑکا خدا کی طرف سے ہی پیدائشی معذور پیدا ہوا۔اور لڑکی ٹھیک ہے۔میں نے سوچا کہ خدا کو معلوم کہاں کہاں پر رہنا ہے اور کیا کیا مصیبتیں جھیلنی ہیں۔تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ناموسِ رسالت کی خاطر بچے بھی قربان کردیئے۔پھر کیا تھا میں ہر طرح سے آزاد ہوچکا تھا۔جاتی دفعہ میں نے اپنے خاندان والوں سے کہا۔اب ہر جگہ ہر گھڑی تمہارا میرا آمنا سامنا ہوتا رہیگا۔اور تمہارے گندے عقیدے کو کھول کھول کر بیان کروں گا۔گلی گلی کوچہ کوچہ قریہ قریہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے لگاؤں گا۔بعدازاں میں نے داتا سرکار رات کو حاضری دی۔تمام رات نفل اور قرآن مجید پڑھتے پڑھتے گزری۔رات کے کچھ حصے میں میری آنکھ لگ گئی اور سفید ریش داڑھی دراز قد نورانی چہرے والے بزرگ نمودار ہوئے۔اور میرے کمر پر ہاتھ پھیرا اور کہنے لگے بیٹا گھبرانا نہیں۔خدا اور خدا کا رسول ﷺ تمہارے ساتھ ہیں۔ولیوں کا تم پر ہاتھ ہے،اتنی ہی بات ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔میرے دل اور ذہن میں جو جو پریشانیاں تھیں تمام دور ہوگئیں۔1988ء۔14 اکتوبر کو میرے خاندان والوں نے مجھے قتل کروانے کا منصوبہ بنایا بلکہ قتل کا معاوضہ پچاس ہزار روپیہ دینا مقرر ہوا۔

قاتل کو نصف رقم پہلے ادا کی گئی اور نصف قتل کے بعد دینی قرار پائی۔(واقعہ تفصیل سے لکھنے سے قاصر ہوں۔کبھی موقع ملا تو تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا۔)بعدازاں تبلیغ کا سلسلہ شروع ہوا۔پھر کیا تھا۔جہاں جہاں پر

غیر مقلدین کے جلسے ہوتے تھے۔سنی علماء مجھے بھی خدمت کا موقع دیتے رہے۔اوو وہاں وہاں پر جا کر مسلکِ حقہ کی حقانیت پیش کرتا رہا اور کر رہا ہوں۔اور نبی پاک ﷺ کی ثناء خوانی کرتا رہا اور کر رہا ہوں۔نجدی پلید عقیدے کی سرکوبی کرتا ہوں اور کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا۔

کچھ واقعات سابقہ غیر مقلدین میں ہوتے ہوئے ایسے بھی پیش آئے جن کو تحریری طور پر لکھنے سے قاصر ہوں۔(کبھی خدمت کا موقع ملا تو تفصیل کے ساتھ بحوالہ عرض کروں گا۔) مثال کے طور پر مولانا محمد حسین شیخوپوری کی ٹانگیں ٹوٹنے کا واقعہ۔حبیب الرحمٰن یزدانی پر چھریاں چلنے کا واقعہ۔حبیب الرحمٰن یزدانی کے لڑکے انعام الرحمٰن کے مرنے کا واقعہ۔اکرم رضوی کے خلاف جھوٹی گواہی دینے کا واقعہ اور جیل جانے کا واقعہ۔نارووال سے واپسی پر حافظ عبداللہ شیخوپوری کی پٹائی کا واقعہ۔حافظ عبداللہ شیخوپوری کا عدالت میں جھوٹا قرآن اٹھانے کا واقعہ۔ڈیرہ نواب شاہ میں کتابیں چھوڑ کر بھاگنے کا واقعہ۔حافظ عبدالقادر روپڑی کی لڑکی کا نکاح امام عبداللہ ابن سبیل کا واقعہ۔عبدالغفور مدنی جہلمی کا سات لڑکیوں کو تعلیم کا جھانسہ دے کر عرب امارات کے امراء سے نکاح کا واقعہ۔حافظ عبداللہ شیخوپوری کی داڑھی کٹ جانے کا واقعہ وغیرہ وغیرہ۔اس کے علاوہ کئی واقعات ہیں جو کہ تحریر نہیں کئے جا سکتے۔اب آخر میں جن جن اساتذہ کرام سے غیر مقلد ہوتے ہوئے قرآن مجید۔تفاسیر اور احادیث کی تعلیم حاصل کی۔ان کے نام درج کرتا ہوں۔

ا:۔سید عبدالغنی شاہ خطیب جامع مسجد مرکزی اہلحدیث منڈی کامونکی جن سے قرآن مجید ناظرہ اور ترجمہ پڑھا۔

۲:۔مولانا عبیدالرحمٰن مدنی مدینہ یونیورسٹی مہتمم جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے بخاری شریف ترجمہ تشریح۔

۳:۔مولانا شفاعت اللہ گل مردان۔جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے مسلم شریف ترجمہ و تشریح۔

۴:۔مولانا عبدالرحمٰن ملتانی جن سے فنِ خطابت سیکھا، مدرسہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

۵:۔مولانا رفیق احمد پسروری والدِ محترم رانا شفیق خان پسروری جنہوں نے جامعہ سلفیہ میں ٹیسٹ وغیرہ لئے۔

۶:۔مولانا محمد اعظم جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے دورہ حدیث کیا۔

جن مساجدِ اہل حدیث میں خطابت کی۔وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر ا: مرکزی جامع مسجد اہل حدیث منڈی کامونکی ضلع گوجرانوالہ

نمبر ۲: جامع مسجد مبارک اہل حدیث نئی آبادی دھوپ سڑی کامونکی عرف ٹاہلیاں والی مسجد۔

نمبر ۳: جامع مسجد محمدیہ اہل حدیث ٹبہ سلطان کامونکی۔

نمبر۴: جامع مسجد قبا اہلحدیث محلّہ سمن آباد پنڈی بائی پاس گوجرانوالہ۔ یہ میری خطابت کی آخری مسجد تھی۔ جس کا متولی مولانا شہباز احمد سلفی گوجرانوالہ

یہ میری سابقہ نجدیت زندگی کی روئیداد تھی جو کہ میں نے بقلم خود تحریر کی ہے۔ اس وقت میں جامع مسجد غازی اہلسنت و جماعت بریلوی گل روڈ حمید کالونی میں مستقل خطابت سرانجام دے رہا ہوں اور جامعہ حنفیان مدینہ کا بانی و مہتمم ہونے کی حیثیت سے بچوں کو قرآن مجید حفظ ناظرہ اور ترجمہ پڑھا رہا ہوں۔

جب سے ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ بنا ہوں۔ یعنی جب سے مسلکِ حقہ کو اپنایا ہے۔ چہرے پر بھی نور ہے۔ دل کو سکون ہے۔ قرآن مجید پڑھنے کا بھی مزا آتا ہے۔

اب جب کہ قرآن مجید یا احادیث کو پڑھتا ہوں تو ایک ایک حرف میں شانِ مصطفیٰ اور فضیلتِ رسول ﷺ نظر آتی ہے۔ بندۂ ناچیز نے رات دن ایک کیا ہوا ہے۔ اپنے لجپال نبی کریم ﷺ کے ترانے سنا رہا ہوں۔ آخر میں وہابی نجدی کے گندے عقیدے سے تائب ہونا کا اشارتاً لکھ رہا ہوں۔

مجھے وہابی نجدی سے سنی بریلوی ہونے معجزئہ مصطفیٰ ﷺ ہے۔

(میرا وہابی نجدی سے سنی بریلوی ہونا)

مسلکِ حقہ اہل سنت و جماعت وہ مسلک ہے جو سیدنا ابوبکر صدیق کا مسلک تھا۔ حضرت عمر فاروق کا مسلک تھا جو کہ حضرت عثمان ذوالنورین کا مسلک تھا جو کہ مولا علی شیرِ خدا حیدرِ کرار کا مسلک تھا۔ بلکہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کا مسلک ہے۔ اس اثناء میں میری زبان سے یہ شعر بے ساختہ نکل جاتا ہے۔

قابل تھا نار کے جنت ہوئی نصیب

اس در کی حاضری سے میری قسمت بدل گئی

قاری محمد جاوید اقبال نقشبندی جماعتی خطیب جامع مسجد گازی گل رود حمید کالونی گوجرانوالہ۔